ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسلام میں طبّی سائنس کے اخلاقیات
ETHICS OF MEDICAL SCIENCE IN ISLAM

Dr. Masood Ahmad Mujahid
Associate Professor
Minhaj University Lahore
dr.masoodmujahid@gmail.com
Dr. Abdul Jabbar Qamar
Assistant Professor
Minhaj University Lahore
ajqamar92@gmail.com
Humera Naz
Assistant Professor
Minhaj University Lahore
humeranaz73@gmail.com

Abstract
The rapid advancements in modern medicine have introduced new and complex challenges that demand careful consideration within the framework of Islamic law. The emergence of innovative medical treatments and technologies highlights the urgent need for scholarly focus on "Fiqh al-Tibb" (Islamic medical jurisprudence). Islam, which provides detailed guidance on various aspects of life, extends its ethical principles to the relationship between patients and healthcare providers. These principles offer a comprehensive and balanced framework that promotes justice, compassion, and moderation in medical practice, ensuring alignment with human needs. Recognizing the critical importance of both religious knowledge and the understanding of human physiology, there is a growing necessity to develop a code of ethics for the medical profession from an Islamic perspective. This article explores the ethical standards and guidelines prescribed by Islamic law for medical practice, aiming to create a robust framework that addresses the complex challenges of modern medicine while remaining firmly rooted in the enduring values of Islam.

Keywords: Ethics, Medical Science,Technologies, Fiqh al-Tibb,Jurisprudence

تمام مذاہب نے زندگی گزارنے کے لیے بے شمار اصول وضوابط طے کیے ہیں اور یہ اصول سقراط، بقراط، یہودی، عیسائی، اور بدھ مت کے زمانے سے ہی چلے آرہے ہیں۔اس طرح اسلام نے بھی اس طرح کے کچھ اصول وضوابط متعین کئے ہیں۔اس مضمون میں طبّی اخلاقیات کے سلسلے میں ڈاکٹر اور مریض بالخصوص اور ہر انسان کی بالعموم کیا ذمہ داریاں ہیں اور انہیں صحت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کون سے اصولوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے، ان کو بیان کیا جائے گا۔ صحت کی اہمیت کے پیش نظر اسلام نے ہر مسلمان کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اسے ضائع نہ کیا جائے۔ بعض اوقات عبادت وریاضت کے جوش اور کثرت کے شوق میں صحت کی طرف توجہ نہیں ہو پاتی اور آدمی کی قوتیں جلد جواب دینے لگتی ہیں۔بے شک عبادت اسلام کی جان ہے۔اس کے بغیر اس کا وجود ہی نہیں۔ لیکن اسلام نے عبادت میں صحت اور تندرستی کا پورا خیال رکھا ہے۔اسلام نے عبادت میں اس قدر غلو اور انہاک سے منع کیا ہے۔ جس سے صحت اور تندرستی برباد ہو جائے اور آدمی زندگی کے دوسرے میدانوں میں جدوجہد اور تگ ودو کے قابل نہ رہے۔روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا عبادت میں انہماک بہت بڑھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے عبداللہ کیا یہ بات صحیح ہے کہ تم دن میں مسلسل روزے رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے ہو۔انہوں نے عرض کیا ہاں یہ صحیح ہے اس سے میرا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایسا نہ کرو روزے رکھو بھی اور چھوڑ بھی دو۔ قیام بھی کرو۔اور۔۔۔۔ بھی۔اس لئے کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے لئے مہینہ میں تین دن روزے رکھنا کافی ہے۔(1)

حضرت عثمان بن مظعون کے ساتھ بھی اس طرح کا واقعہ پیش آیا:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ کو طلب فرمایا: حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میری سنت سے پھر گئے ہو۔ انہوں نے عرض کی! خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے، میں تو آپ کی سنت کا طالب ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا طریق تو یہ ہے کہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز تہجد بھی پڑھتا ہوں۔ روزے بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ میں نے عورتوں سے نکاح بھی کئے ہیں۔ اے عثمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

فان لاهلک علیک حقاً وان کضیفک علیک حقاً وان لنفسک علیک حقاً فصم وافطر وصل ونم۔([2])([3])

اے عثمان! اللہ کا خوف کرو۔ تمہاری اہلیہ کا بھی تم پر حق ہے اور روزہ رکھو اور ناغہ بھی کرو، نماز پڑھتے رہا کرو اور سویا بھی کرو۔

اس حدیث میں امام خطابی ان لاهلک علیک کی تشریح میں لکھتے ہیں:

آپ کا منشا یہ ہے کہ جب وہ اپنے نفس کو تھکا دیں گے اور طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالیں گے تو ان کے قویٰ کمزور ہو جائیں گے اور ان کے لئے اپنی بیوی کا حق ادا کرنا ممکن نہیں ہو گا۔

طبّی اخلاقیات کا جب تصور کیا جاتا ہے اس سے لامحالہ ہر آدمی کے ذہن میں یہی خیال آتا ہے کہ شاید اس کا تعلق ڈاکٹر اور مریض کے ساتھ ہی ہوتا ہے بلکہ ایسا نہیں ہے۔ طبّی اخلاقیات کا دائرہ کار بہت وسیع ہے، اس کا تعلق ہر اس شخص کے ساتھ ہے جس کو اللہ تعالی نے زندگی کی عظیم نعمت سے نوازا ہے۔ ہر مذہب اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے طبّی اخلاقیات کے اصول متعین کئے ہوئے ہیں۔ اسلام نے بھی ہمیں طب کے متعلقہ اخلاقی اصول بتائے ہیں۔ ویسے تو طبّی اخلاقیات کا دائرہ کار بہت وسیع ہے لیکن اس موقع پر میں صرف انسانی صحت اور تندرستی کے لئے طہارت اور صفائی کے متعلق جو اصول اسلام نے وضع کئے ہیں اس پر مختصراً روشنی ڈالی جائے گی۔

طہارت اور صفائی کے متعلق دیکھا جائے تو اس کے بے شمار پہلو ہیں۔ یہاں سبھی پہلوؤں کو احاطہ قلم میں لانا ممکن نہیں ہے۔ مثلاً انسانی جسم کی صفائی، کپڑوں کی صفائی، گھر کی صفائی، برتنوں کی صفائی، بازار اور سڑکوں کی صفائی، شفاء خانوں کی صفائی۔ علی ھذا القیاس۔

اسلام صحت اور تندرستی سے غفلت اور بے نیازی کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن اس کے ساتھ وہ اس پر بھی زور دیتا ہے کہ صحت سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سلسلے میں فرمایا کہ انسان سے اس معاملے میں بڑی کوتائی کا صدور ہوتا رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے:

نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغة۔([4])

دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں پڑے رہتے ہیں اور وہ ہیں صحت اور فرصت۔

حضور نبی کریم ﷺ نے متعدد مقامات پر اس قدر توجہ دلائی ہے کہ جب تک صحت، تندرستی اور راحت کے اوقات حاصل ہیں آدمی انہیں غنیمت سمجھے ان کی قدر کرے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی:

اغتنم خمساً قبل خمس شبابک قبل هرمک وصحتک قبل سقمک و غناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلکک وحیاتک قبل موتک([5])([6])

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کی آمد سے پہلے غنیمت سمجھو، اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو مرض سے پہلے، اپنی دولت اور تونگری کو فقر و احتیاج سے پہلے، اور اپنی فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔

طبّی اخلاقیات میں سب سے اہم چیز جن کا تعلق ڈاکٹر اور مریض ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان شخص کے ساتھ ہے اور وہ ہے طہارت و پاکیزگی۔ لہذا یہاں خاص طور پر طبّی اخلاقیات کے پس منظر مین طہارت و پاکیزگی کے متعلق اسلامی اصول و ضوابط کو بیان کیا جائے گا۔

طہارت و پاکیزگی

صحت اور تندرستی کو برقرار رکھنے کے لئے اسلام نے چند اصول وضع کئے ہیں جن کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

اسلام انتہائی پاکیزہ مذہب ہے، یہ اپنے ماننے والوں کو طہارت و پاکیزگی کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالی نے بنی آدم کو اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسُّط سے زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق کتاب و سنت کی شکل میں جو احکام اور ہدایات عنایت فرمائی ہیں، اگر حقیقی معنوں میں ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہر فرد کا ظاہر و باطن، اس کا جسم و لباس، رہنے کی جگہ، گھر بار، گلی، محلہ، ماحول حتیٰ کہ پورا معاشرہ سب پاکیزگی کے مظہر بن جائیں گے۔ طہارت والوں یعنی پاک صاف رہنے والوں کو اللہ تعالی پسند فرماتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

''إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔)''[7]

''بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

اسلام کی ان تعلیمات کے پیشِ نظر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طہارت وپاکیزگی کا خوب اہتمام فرماتے تھے جس کی وجہ سے قرآن کریم مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں ارشاد فرمایا :

''فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔''([8]

''اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ طلحہ بن نافع روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابوایوب انصاری، جابر بن عبد اللہ، اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے بتلایا کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصارؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے گروہِ انصار! اللہ تعالیٰ نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف بیان کی ہے تو تمہاری طہارت وپاکی کیا ہے؟ انصارؓ نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہی وہ طہارت وپاکی ہے جس کی اللہ نے تعریف کی ہے، پس تم اُسے لازم پکڑو۔([9]

اسلام میں ظاہری طہارت کا بھی بہت زیادہ اہتمام کیا گیا ہے، بیداری سے لے کر سونے تک، بیت الخلاء سے مسجد وبیت اللہ تک، دن بھر میں پانچ مرتبہ وضو، نیز غسل وتیمم وغیرہ کے ذریعہ ظاہری وباطنی دونوں طرح کی طہارت کا اہتمام کیا گیا ہے، قضائے حاجت انسان کی فطری ضرورت ہے، اس ضرورت کو کیسے پورا کیا جائے، اس کی رہنمائی بھی موجود ہے۔

سنن ابی داؤد میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں :

''اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ۔''([10]

نبی کریم ﷺ کو جب قضائے حاجت محسوس ہوتی تو آپ فوراً تشریف لے جاتے۔

قضائے حاجت کے لیے جانے سے قبل دعا کی تعلیم دی گئی ہے، تاکہ شیاطین وجنات کے شرور سے حفاظت میں رہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے جائے تو یہ دعا پڑھے :

''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔''([11]

''اے اللہ! میں ہر طرح کے شیاطین (مذکر ومؤنث کے شر) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سَتْرُ مَا بَيْنَ الْجِنِّ وَ عَوْرَاتِ بَنِيْ آدَمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ أَنْ يَّقُوْلَ: بِسْمِ اللّٰهِ۔''([12]

یعنی ''جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو بسم اللہ پڑھے، بنو آدم کی شرمگاہ اور جنات کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا۔

'' علمائے کرام نے ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ قضائے حاجت کے لیے جانے والا ان دونوں دعاؤں کو ملا کر یوں پڑھے :

''بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔''([13]

بیت الخلاء جانے سے قبل دعا تعلیم دینے کی حکمت یہ ہے کہ وہ نجاست اور گندگی کی جگہ ہوتی ہے، پھر جا کر ذکر اللہ میں انقطاع آجاتا ہے، کشفِ عورت کی نوبت آجاتی ہے اور بول وبراز وغیرہ نجاستوں کا خروج ہوتا ہے تو ایسے میں شیاطین اور جنات جنہوں نے اپنا مسکن ان جگہوں کو بنایا ہوتا ہے وہ وہاں جانے والے انسان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، لہٰذا ان کے شر سے حفاظت کے لیے دعا بتلائی گئی ہے۔

اسی طرح ایک مسلمان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے اور اپنی طبعی ضرورت کے تحت اس کو پانی استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں نہ ڈالے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِّنْ نَّوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْ وَضُوْئِهِ ؛ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ۔''([14]

یعنی ''جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل اپنا ہاتھ دھولے، اس لیے کہ اسے معلوم نہیں کہ نیند کی حالت میں اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔''

شراحِ حدیث نے لکھا ہے کہ نیند کی حالت میں یہ ممکن ہے کہ آدمی کا ہاتھ اس کی شرمگاہ سے مس ہوا ہو اور اس پر نجاست کے اجزاء لگ گئے ہوں، یا رات نیند کی حالت میں احتلام ہو گیا ہو اور ہاتھ پر منی لگ گئی ہو، یا وظیفہ زوجیت کی ادائیگی کے وقت کچھ نجاست لگ گئی ہو، یا جسم کے کسی حصہ میں زخم ہو اور اس سے خون رس رہا ہو،

یا کوئی دانہ وغیرہ نکلا ہو اور اس سے پیپ یا نجس مادہ نکل رہا ہو اور وہ ہاتھ پر لگ گیا ہو، غرض اگر نجاست یقینی طور سے لگ گئی ہو تو پھر ہاتھ کا پانی کے برتن میں داخل کرنے سے قبل دھونا واجب ہے اور اگر نجاست کا لگنا یقینی نہ ہو صرف شک ہو تو پھر ہاتھوں کا برتن میں ڈالنے سے پہلے دھونا مسنون ہے، اور اگر یہ یقین ہے کہ کوئی نجاست نہیں لگی تو پھر دھونا مستحب ہے۔(15)

مشرکینِ مکہ اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرتے اور طعنہ دیا کرتے تھے کہ آپ کے نبی توآپ کو قضائے حاجت کے متعلق باتوں کی بھی تعلیم دیتے ہیں، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی طعنہ کے جواب میں فرمایا:

جی ہاں! (یہ شرم کی نہیں، بلکہ یہ ضروت کی چیز ہے) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی بتلایا ہے کہ ہم قضائے حاجت کے وقت قبلہ رُخ نہ ہوا کریں اور ہمیں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ ہم ہڈی یا گوبر سے استنجا کریں اور ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم تین پتھروں سے استنجا کریں۔(16)

ان اُمور کو ذکر کرنے کا مقصد صرف اسلام کے نظامِ طہارت و نظافت کی ایک جھلک دکھانا ہے، ورنہ اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مکمل رہنمائی فراہم کی ہے، اور اسلام سارا کا سارا پاکیزگی اور طہارت ہی سے مرکب ہے۔

تقاضائے فطرت

''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

دس چیزیں ہیں جو امور فطرت میں سے ہیں، مونچھوں کا ترشوانا، داڑھی کا بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی بھر کر اس کی صفائی کرنا، ناخن ترشوانا، انگلیوں کے جوڑوں کو (جن میں اکثر میل کچیل رہ جاتا ہے اہتمام سے) دھونا، بغل کے بال کاٹنا، جسم کے دیگر غیر ضروری بڑھتے بالوں کی صفائی کرنا، اور پانی سے استنجا کرنا۔ حدیث کے راوی زکریا کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ مصعب نے بس یہی نو چیزیں ذکر کی ہیں اور فرمایا کہ دسویں چیز میں بھول گیا ہوں اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔''(17)

اس حدیث میں دس چیزوں کو ''من الفطرۃ'' یعنی امور فطرۃ میں سے کہا گیا ہے۔ بعض شارحین حدیث کی رائے یہ ہے کہ الفطرۃ سے مراد یہاں سنت انبیاء یعنی پیغمبروں کا طریقہ ہے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اسی حدیث میں مستخرج ابی عوانہ کی روایت میں فطرۃ کی جگہ سنت کا لفظ ہے' اس میں عشر من الفطرۃ کی بجائے عشر من السنۃ کے الفاظ ہیں۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کو الفطرۃ اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ فطرت کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اس تشریح کی بناء پر حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ انبیاء علیہم السلام نے جس طریقہ پر خود زندگی گزاری اور اپنی اپنی امتوں کو جس پر چلنے کی ہدایت کی اس میں دس باتیں شامل تھیں۔ گویا یہ دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی متفقہ تعلیم اور ان کے مشترکہ معمولات میں سے ہیں۔ اور یہ فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔

بعض شارحین نے الفطرۃ سے دین فطرت یعنی دین اسلام مراد لیا ہے۔ قرآن مجید میں دین کو فطرت کہا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۔(18)

'' اپنا چہرہ اللہ کی اطاعت کیلئے سیدھا رکھو۔ (یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کے بنائے ہوئے میں تبدیلی نہ کرنا۔ یہی سیدھا دین ہے۔''

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں اپنے خاص حکیمانہ طرز پر اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے چند سطریں لکھی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

یہ دس عملی باتیں جو دراصل طہارت و نظافت کے باب سے تعلق رکھتی ہیں، ملت حنفیہ کے مؤسس و مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہیں اور ابراہیمی طریقہ پر چلنے والی حنفی امتوں میں عام طور سے ان کا رواج رہا ہے، اور ان پر ان کا عقیدہ بھی رہا ہے۔ قرن ہا قرن تک وہ ان اعمال کی پابندی کرتے ہوئے جیتے اور مرتے رہے ہیں۔ اسی لیے ان کو فطرت کہا گیا ہے۔ اور یہ ملت حنفی کے شعائر ہیں اور ہر ملت کے لیے ضروری ہے کہ اس کے کچھ مقرر و معلوم شعائر ہوں اور وہ ایسے اعلانیہ ہوں جن سے اس ملت والوں کو پہچانا جاسکے اور ان میں کوتاہی کرنے پر ان سے مواخذہ کیا جاسکے تاکہ اس ملت کی فرمانبرداری اور نافرمانی احساس اور مشاہدہ کی گرفت میں آسکے اور یہ بھی قرین حکمت ہے کہ شعائر ایسی چیزیں ہوں جو نادر الوقوع نہ ہوں، اور ان میں معتد بہ فوائد ہوں اور لوگوں کے ذہن ان کو پوری طرح قبول کریں اور ان دس چیزوں میں یہ باتیں موجود ہیں۔(19)

دانتوں کی صفائی اور مسواک کی اہمیت:

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔(20)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا": مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا موجب ہے"(21)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتا رہے ہیں کہ پیلو وغیرہ کی شاخ سے دانتوں کو صاف کرنا منہ کو گندگیوں اور بدبو سے پاک کرتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ اللہ بندہ سے راضی بھی ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہ اللہ کی اطاعت گزاری اور اس کے حکم کی تعمیل ہے اور اس سے صفائی ستھرائی بھی حاصل ہوتی ہے، جو اللہ کو پسند ہے۔

امیرُالْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں:

تین چیزیں حافِظہ تیز کرتیں اور بلغم دور کرتی ہیں: (۱) مسواک (۲) روزہ (۳) قراٰنِ کریم کی تلاوت۔(22)

حضرتِ سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: چار چیزیں عَقْل بڑھاتی ہیں: {۱} فُضُول باتوں سے پرہیز {۲} مِسواک کا استعمال {۳} صلحا یعنی نیک لوگوں کی صحبت اور {۴} اپنے علم پر عمل کرنا۔(23)

حضرت سیِّدُنا زید بن خالد جُہَنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے گھر سے کسی بھی نَماز کے لیے اُس وَقت تک باہَر تشریف نہ لاتے، جب تک مِسواک نہ فرما لیتے۔(24)

حضرتِ سیِّدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس رات کو وُضو کا پانی اور مِسواک رکھی جاتی تھی، جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات میں اُٹھتے تو پہلے قضائے حاجت کرتے پھر مسواک فرماتے۔ (25)

حضرتِ سیِّدہ عائِشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ جب کبھی رات یا دن میں سو کر بیدار ہوتے تو وُضو سے پہلے مسواک فرماتے تھے۔ (26)

حضرتِ شُرَیح بن ہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ عائِشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا:

سرکارِ مدینہ ﷺ جب گھر میں داخِل ہوتے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ فرمایا: مسواک۔(27)

حضرتِ سَیِّدُنا عامر بن رَبیعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے رِوایت ہے:

" رسولِ پاک ﷺ کو میں نے بے شمار بار روزے میں مسواک کرتے دیکھا۔"(28)

ان احادیث اور روایات سے مسواک کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

گھروں کی صفائی:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

'اپنی وسعت وحیثیت کے بقدر پاک وصاف رہنے کا اہتمام کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد ہی نظافت پر رکھی ہے، اور جنت میں داخل ہی وہ شخص ہوگا جو پاک وصاف رہنے کا اہتمام کرتا ہوگا-"(29)

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"برتنوں اور گھروں کے صحن کی صفائی سے غنا و مالداری نصیب ہوتی ہے -"(30)

ایک انسان اپنے جسم کی صفائی کا اہتمام تو کرے لیکن اپنے ارد گرد، گھر، کھانے کے برتن، گلی محلے کی صفائی کا اہتمام نہ کرے گا تو اس سے بیماریاں اور تعفن میں اضافہ ہوگا۔ اسطرح صرف جسم کی صفائی اسے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ بلکہ کھانے، پینے، گھر، کپڑے، ارد گرد کا ماحول عرضیکہ ہر شے کو صاف کرنے سے پہ طہارت اور نظافت کا حقیقی مفہوم ادا ہوگا۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ اصول وضوابط نافذ تھے۔ کہ رستے میں تھوکنے کی اجازت نہیں تھی اگر کوئی ایسا کرتا تو اس کو سزا دی جاتی۔

غیروں نے ہمارے اصول وضوابط کو کو اپنا شعار بنایا اور وہ ترقی کی جانب گامزن ہوئے جبکہ ہم نے اپنے نبی ﷺ کے اصولوں پر عمل کرنا ترک کر دیا اور ذلت وزوال کے رستے پر چل پڑے۔

الطہور شطر الایمان۔

طہارت ایمان کا حصہ ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

صفائی کا لفظ طہارت کے مفہوم کو مکمل طور پر پورا نہیں کرتا۔ نظافت و پاکی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے، اور احادیثِ مبارکہ میں بہت اہمیت بیان کی گئی ہے۔

ذیل میں اس نظامِ صفائی کے ایک شعبے اور حصے یعنی راستوں کی نظافت وصفائی کی اہمیت تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں اُجاگر کی جارہی ہے، کیونکہ گلی کوچوں اور راستوں کی صفائی ایک صحت مند قوم کی علامت اور ضمانت ہے۔

راستے کے حقوق:

اسلام نے ہمیں راستے کے حقوق بھی بڑی تفصیل سے بتائے ہیں۔ راستے سے تکلیف دہ چیزیں، جیسے: کانٹے، کانچ اور شیشے کے ٹکڑے، پھلوں کے چھلکے، اور کوڑا کرکٹ وغیرہ جس سے گزرنے والوں کو تکلیف واذیت ہوتی ہو، ایسی تکلیف دہ اشیاء ہٹانا ایمان کا حصہ اور ایک قسم کا صدقہ ہے، چنانچہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے:

''ویمیط الأذی عن الطریق صدقة۔''(31)

''یعنی راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔''

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل سکھلایئے جس سے میں نفع اٹھاؤں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' اعزل الأذی عن طریق المسلمین۔'' (32)

یعنی ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹاؤ۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

ایک آدمی راستے سے گزر رہا تھا کہ اس نے کانٹے دار جھاڑی دیکھی تو اسے راستے سے ہٹا دیا، اللہ تعالی نے اس کے اس عمل پر اسے بخش دیا۔(33)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال پیش کیے گئے، تو تکلیف دینے والی چیز راستے سے ہٹانا اچھے اعمال میں دیکھا تھا، اور برے اعمال میں یہ بھی دیکھا کہ تھوک مسجد میں پھینکی جائے، اور اسے دفن نہ کیا جائے۔(34)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ اصول وضوابط نافذ تھے۔ کہ رستے میں تھوکنے کی اجازت نہیں تھی اگر کوئی ایسا کرتا تو اس کو سزا دی جاتی۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کا سبب بننے والی دو چیزوں سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ کون سی دو چیزیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے راستے میں یا کسی (بیٹھنے کی) سایہ دار جگہ میں بول وبراز کرنا۔(35)

بعض لوگ گھر کی صفائی کر کے کچرہ گھر سے باہر گلی میں ڈال دیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی ممانعت فرمائی ہے اور اس عمل کو یہود کا فعل کہا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کے سامنے والے حصہ کی صفائی کیا کرو، یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو، کیونکہ وہ گھر کے سامنے والے حصے کی صفائی نہیں کرتے۔(36)

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ راستوں کی صفائی اور نظافت کا لحاظ نہ رکھنے سے معاشرے میں بہت سی بے اعتدالیاں جنم لیتی ہیں، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، سماج پر ہر اعتبار سے اس کے برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ جسمانی بیماریاں، اعصابی امراض، ذہنی تناؤ اور تھکاوٹ، طبیعت پر بوجھ اور ان جیسے دیگر امراض کی اہم وجہ اگر گلی کوچوں کی گندگی اور راستوں پر پڑے کوڑے کے ڈھیر وغیرہ کو قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہایت تفصیل اور وضاحت سے راستوں کی نظافت وصفائی کی اہمیت بیان کی ہے۔

اور اس نظافت کا فائدہ کسی ایک طبقے کو نہیں، بلکہ تمام معاشرے کو ہو گا، ایک طرف انسان جسمانی اور ذہنی اعتبار سے تندرست وصحت مند رہے گا، تو دوسری طرف دیگر اقوام کی نظروں میں ایسے معاشرے کا مقام ومرتبہ بلند ہو گا، لہٰذا ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ راستوں کی نظافت میں اپنا حصہ ڈالے، اور اس کارِ خیر میں عملی طور پر شریک ہو۔

کھانے کے آداب:

کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھونا چاہئے، تاکہ دونوں ہاتھ کھانے کے دوران صاف ستھرے ہوں، کہیں پہلے سے موجود ہاتھوں پر میل کچیل کی وجہ سے نقصان نہ ہو۔

جب انسان کھانے پر کسی کی طرف سے مدعو ہو، اور کھانے کے بارے میں نہ جانتا ہو تو میزبان سے کھانے کی نوعیت کے بارے میں پوچھ سکتا ہے، خاص طور پر جب اسے پیش کئے جانے والے کھانے کے بارے میں دلی اطمینان نہ ہو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت تک کھانا تناول نہیں فرماتے تھے جب تک آپکو کھانے کا نام نہ بتلا دیا جاتا۔

ابن التین کہتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے پوچھا کرتے تھے کہ عرب کسی چیز کو کھانے میں کراہت محسوس نہیں کرتے تھے، کیونکہ انکے پاس کھانے پینے کی قلت رہتی تھی، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ چیزوں سے کراہت محسوس کرتے تھے، اس لئے آپ پوچھ لیا کرتے تھے، اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ شریعت میں کچھ حیوانات حلال ہیں اور کچھ حرام، اور عرب کسی جانور کو حرام نہیں جانتے تھے، تو جو چیز بُھون کر یا پکا کر پیش کی جا رہی ہے اس کے بارے میں پوچھ کر ہی معلوم کیا جا سکتا تھا اس لئے آپ پوچھتے تھے۔(37)

اسی طرح عمر بن ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں جب چھوٹا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھا تھا اور میرا ہاتھ پوری تھالی میں گھوم رہا تھا، تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لڑکے ! اللہ کا نام لو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور جو تمہارے سامنے ہے اس میں سے کھاؤ۔(38)

کھانے کے دوران کے آداب:

مسلمان پر دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے، بائیں ہاتھ سے کھانا منع ہے، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے پیئے، اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔(39)

یہ اس شکل میں ہے جب کوئی عذر نہ ہو، لہذا اگر کوئی عذر ہو جسکی وجہ سے دائیں ہاتھ سے کھانا پینا ممکن نہ ہو، جیسے بیماری، یا زخم وغیرہ ہے تو بائیں ہاتھ سے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

نیز اس حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان اُن تمام کاموں سے پرہیز کرے جو شیطانی کاموں سے مشابہت رکھتے ہوں۔

انسان کیلئے مسنون ہے کہ اپنے سامنے موجود کھانے میں سے کھائے، اور دوسروں کے سامنے سے ہاتھ بڑھا کر نہ اٹھائے، اور نہ ہی کھانے کے درمیان میں سے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن ابو سلمہ سے فرمایا تھا:

لڑکے ! اللہ کا نام لو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور جو تمہارے سامنے ہے اس میں سے کھاؤ۔(40)

ویسے بھی کھانے کے دوران اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے افراد کے سامنے سے کھانا کھانا بری عادت ہے، اور مروّت کے خلاف ہے، اور اگر سالن وغیرہ ہو تو ساتھ بیٹھنے والا زیادہ کوفت محسوس کریگا، اسکی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"برکت کھانے کے درمیان میں نازل ہوتی ہے، اس لئے کھانے کو کنارے سے کھاؤ، درمیان سے مت کھاؤ"(41)

کھانے کے بعد کے آداب:

کھانے کے بعد صرف پانی سے ہاتھ دھونے پر سنت ادا ہو جائے گی، چنانچہ ابن رسلان کہتے ہیں: اشنان -ایک جڑی بوٹی- یا صابن سے وغیرہ سے دھونا بہتر ہے۔(42)

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا مستحب ہے چاہے انسان باوضو ہی کیوں نہ ہو۔

کھانے سے فراغت کے بعد کلی کرنا مستحب ہے، جیسے کہ بشیر بن یسار سوید بن نعمان سے بیان کرتے ہیں کہ وہ صہباء نامی جگہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے -جو خیبر سے کچھ فاصلے پر ہے- تو نماز کا وقت ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کیلئے کچھ طلب کیا، لیکن سوائے ستو کے کچھ نہ ملا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کھا لیا، ہم نے بھی ستو کھایا، پھر آپ نے پانی منگوایا اور کلی کی، اور پھر دوبارہ وضو کئے بغیر نماز پڑھی اور ہم نے بھی نماز ادا کی۔(43)

سنت یہ ہے کہ تین انگلیوں سے کھانا کھایا جائے، قاضی عیاض کہتے ہیں: تین سے زیادہ انگلیاں کھانے کیلئے استعمال کرنا بری عادت ہے، اور ویسے بھی لقمہ پکڑنے کیلئے تین اطراف سے پکڑنا کافی ہے، اور اگر کھانے کی نوعیت ایسی ہو کہ تین سے زیادہ انگلیاں استعمال کرنی پڑیں تو چوتھی اور پانچویں انگلی بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔(44)

انگلیوں کا استعمال تو اسی وقت ہو گا جب ہاتھ سے کھائے، اور اگر چمچ کا استعمال کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر کھانا کھاتے ہوئے لقمہ گر جائے تو لقمہ اٹھا کر اس پر لگی ہوئی مٹی وغیرہ صاف کر کے اسے کھالے اور شیطان کیلئے مت چھوڑے، کیونکہ یہ کسی کو نہیں پتہ کہ برکت کھانے کے کس حصے میں ہے، اس لئے یہ ممکن ہے کہ اسی لقمے میں برکت ہو جو گر گیا تھا، چنانچہ اگر لقمے کو چھوڑ دیا تو ہو سکتا ہے کہ اس سے کھانے کی برکت چلی جائے، اسکی دلیل انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹتے۔(45)

میڈیکل ہیلتھ کے ضوابط کا ارتقاء اور اسلام

حکیم سعید طبّی اخلاقیات کے متعلقہ ضوابط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسلامی اخلاقی ضوابط کا آغاز ارسطو کے دور سے شروع ہوتا ہے اور یہ صرف طب کے متعلقہ ماہرین نے بھی تیار نہیں کیے بلکہ مسلمان فلسفیوں نے بھی اس میں کافی محنت کی۔ اسلام کے زمانہ عروج میں اخلاقیات کی تعلیمات صرف طبّی ماہرین ہی حاصل نہیں کرتے تھے بلکہ فلسفی بھی اس کے متعلقہ لازمی تعلیم حاصل کرتے تھے اس دور میں اخلاقیات فلسفے کی تعلیم کا لازمی حصہ ہوتے تھے۔

ابن مسکویہ جس کو اخلاقیات کا بانی کیا جاتا ہے وہ صرف فلسفی ہی نہیں تھا بلکہ طبّی ماہرین میں بھی اس کا شمار ہوتا تھا۔

یعقوب بن اسحاق الکندی فرماتے ہیں طبّی ماہر کو سب سے پہلے ضروری ہے کہ اس کے دل میں خوف خدا موجزن ہو۔

اس صورت میں مریض سے نفرت نہیں بلکہ محبت کے ساتھ پیش آئے گا۔ لہذا وہ مریض کے ساتھ انتہائی احتیاط کے ساتھ پیش آئے گا اور وہ ماہر ممکن مریض کو بچانے کی کوشش کرے گا۔

سب سے پہلا اور عظیم مسلم طبّی ماہر ابو بکر محمد بن زکریا الرازی ہے۔ الکندی کا شمار بھی مسلم فلاسفر میں ہوتا ہے اس نے فلسفہ پر بے شمار کتب لکھیں۔ اس نے ہدایتہ الاطباء کے نام سے کتاب مرتب کی۔ جس کا بعد میں عبرانی زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا۔ اس میں طب کے متعلق اخلاقی اصول وضوابط بیان کیے گئے ہیں۔(46)

وہ لکھتا ہے:

ماہر طب کو اپنے علاج پر مکمل دسترس ہونی چاہیے دوسروں کی عزتیں اچھال کو اس کو اپنی عزت ومرتبے بڑھانے کی کوشش میں نہیں لگا رہنا چاہیے۔ بلکہ غریب لوگوں کی خدمت کے لیے اسے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ اسے ہر وقت اس تگ و دو میں رہنا چاہیے کہ مریض جلد از جلد صحت یاب ہو جائے۔ اسطرح وہ حقیقی معنوں میں مریض کی مدد کر سکے گا۔

حکیم سعید لکھتے ہیں:

مسلمانوں کے دور عروج میں میڈیکل ایجوکیشن میں اخلاق کو اس کا لازمی حصہ سمجھا جاتا تھا۔ الکندی نے طب روحانی کے نام سے اہم کتاب لکھی جس میں معروف اخلاقی ضابطے بیان کیے گئے ہیں۔

بغداد میں سب سے بڑا ہسپتال قائم تھا ہسپتال کی انتظامیہ نے طبّی اخلاقیات پر پانچ اہم کتب شائع کیں۔ رازی اپنی کتاب میں طب کے متعلقہ اخلاقی ضابطوں کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

سب سے پہلے طبیب کو چاہیے کہ مریض کا علاج خوراک کے ذریعے کرے۔ شروع میں ہی دوائیوں کا استعمال نہ کرے۔ اگر آپ نے دوائیوں کا استعمال کرنا بھی ہے تو سب سے پہلے سادہ خوراک دی جانی چاہیے اور کمپاؤنڈ خوراک بعد میں دی جانی چاہیے۔ جو طیب ماہر تجربہ کار اور فرض شناس ہو گا تو مریض کی بیماری کا جلد تشخیص کر سکے گا اور اس کا علاج بھی بروقت ہو گا۔

رازی کا ہی ایک ہم عصر جس کا نام علی بن ربان الطبری تھا۔ اس نے فردوس الحکمت نامی کتاب لکھی جس نے طب کی دنیا میں بڑا نام کمایا۔ اس نے اس کو سات اجزاء میں تقسیم کیا اور پہلے حصے کا نام کلیات الطب رکھا۔ مصنف نے اپنی کتاب میں طب کے متعلقہ اخلاقی ضابطوں کو بھی بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔(47)

وہ لکھتا ہے:

لوگوں کی یہ توقع ہوتی ہے کہ طبیب بڑا مہربان اور خوش اخلاق ہو۔ لہذا طبیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ مہربان خوش اخلاق اور اچھے کردار کا مالک ہو۔ اسے نہ صرف گفتگو کے لحاظ سے اچھے اخلاق کا مالک ہونا چاہیے بلکہ اسے پیسوں کا لالچی بھی نہیں ہونا چاہیے۔ یہ وصف یعنی لالچی ہونا اسے نہ صرف اعلیٰ رتبے سے نیچے گرا دے گا بلکہ لوگوں کے درمیان اس کا معیار بھی گر جائے گا۔

ابن سینا کی طب میں خدمات:

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ طبّی اخلاقیات آج کے دور کا نیا اور جدید موضوع ہے۔ طب کی دنیا میں ایک بڑا نام ابن سینا کا ہے جس نے طب کے میدان میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ طب میں اس نے اپنے تجربات کی بنیاد پر اہم تحقیقات جمع کر دیں۔ ان تحقیقات میں طبّی اخلاقیات پر آپ نے بہت کچھ لکھا ہے آپ فرماتے ہیں ماہر طب کو سب سے پہلے اسلام پر پختہ اعتقاد اور یقین ہونا چاہیے۔۔اس کو اپنی ذات میں سب سے پہلے ایماندار ہونا چاہیے۔ طبیب کو چاہیے کہ وہ گفتگو میں نرم ہو۔اس کی شخصیت میں یہ پہلو نمایاں ہونا چاہیے۔

ابن سینا اپنے تجربے کی روشنی میں مزید لکھتا ہے:

بہتر طبیب وہ ہوتا ہے جو مریض کے علاج کے سلسلے میں ایماندار ہو اور بے غرض ہو اور اس کا علاج ہمدردی اور انتہائی توجہ کے ساتھ کرے۔ وہ ہر قسم کے طمع ولالچ سے پاک ہو۔اس کا دوستوں اور رشتہ داروں میں اس کے علاج کی شہرت مثالی ہو۔اس کی عوام میں شہرت صرف ظاہری تشہیر کے ذریعے نہ ہو بلکہ اس کا تجربہ مہارت اور شخص وجاہت اس کی شہرت ہو۔(48)

حکیم محمد سعید نے طب کے دور میں اخلاقی ضوابط بیان کئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1. طبیب کو چاہیے کہ وہ مریض کے ساتھ ہمدردی، صبر و تحمل اور توجہ کے ساتھ پیش آئے۔
2. اس کو مریض کے سوال وجواب میں اس کو مطمئن کرنا چاہیے اور بیماری کے علاج کے سلسلے میں اس کو علامات و تشخیص کو غور سے سننا چاہیے۔
3. طب کو چاہیے کہ مریض کا علاج کرتے ہوئے چارٹ تیار کرے کہ اس کا علاج غذا کے ذریعے کرنا ہے یا ادویات کے ذریعے یا کوئی اور ذریعہ اختیار کرنا ہے۔
4. جہاں تک ممکن ہو سکے مریض کے خفیہ رازوں کو افشاں نہیں کرنا چاہیے اگر ضرورت ہو تو صرف اپنے دیگر سٹاف اور اطباء کے ساتھ ان کو بیماری کے علاج کی غرج سے ڈسکس کر سکتا ہے لیکن اسے عوامی تشہر کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔
5. طبیب کو یہ بھی چاہیے کہ ادویات تجویز کرتے وقت اس کی مالی حالت کو بھی لازمی مد نظر رکھے۔ کیونکہ بعض مریض غریب ہوتے ہیں وہ مہنگی ادویات خرید نے کی طاقت نہیں رکھتے۔

زکی حسن لکھتا ہے:

اخلاقیات میں صحیح اور غلط کے ایشو ہوتے ہیں اس میں اخلاقی تنظامی اور بعض مقامات پہ قانونی ایشو بھی ہوتے ہیں۔ اخلاقی ایشو میں اہم چیز جو ہے وہ اقدار ہیں جن کا تعلق نظام کے ساتھ ہوتا ہے۔ میڈیکل کے شعبے کے ساتھ بھی اخلاقی ضابطے ملحق ہوتے ہیں اور یہ وہ ایشو ہوتے ہیں جن کا تعلق بنیادی انسانی حقوق کے ساتھ ہوتا ہے۔(49)

ہمدردانہ سلوک:

اس کا مطلب ہے کہ مریض کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ پیش آنا خاص طور ایسے مریض جو انتہائی غریب ہوں۔ معذور ہوں یا معاشرہ جن لوگوں کو نظرانداز کر دیتا ہے ان کے ساتھ محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آنا۔ اور جس حد تک ممکن ہو ان کے علاج معالج میں ان کی اخلاقی قانونی اور مالی مدد فراہم کرنا۔

علی بن عباس المجوسی طبیب کے متعلقہ اخلاقیات بیان کرتا ہے:

طبیب کو ہسپتال میں روزانہ کی بنیاد پر حاضر ہونا چاہئے، اسے مریض کی مدد صرف نظریاتی طور پر ہی نہیں کرنی چاہیے بلکہ عمل طور پر اس کو اچھے طریقے سے دیکھ بھال کرنی چاہیے بلکہ مریض کے ساتھ مشفقانہ اور ہمدردانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

نظامی اروری سمرقندی نے اپنی مشہور کتاب چہار مقالہ میں ایک طبیب کی بنیادی خصوصیات بیان کی ہیں جن کا تعلق اخلاق کے ساتھ ہے وہ کہتے ہیں کہ طبیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ مریض کا علاج حاضر دماغی کے ساتھ کرے۔ وہ علاج کے لیے تمام ممکنہ کاوشوں کا استعمال کرے۔ وہ مریض کا علاج اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرے۔

ابوالحسن علی بن احمد بن علی بن حبل البغدادی (1213/2610) نے اپنی کتاب المختار فی الطب میں طبیب کے اخلاقی ضابطے ذکر کیے ہیں۔

وہ لکھتا ہے کہ طبیب کو ٹریننگ کے لیے طلباء کو منتخب کرتے وقت بڑی احتیاط کرے۔ حکیم محمد اعظم نے اکسیر طب لکھی جس کے پانچ ابواب کیے ہیں اس میں انھوں نے طبّی اخلاقیات کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کویت میں 1981ء میں اسلامک میڈیسن کی انٹرنیشنل کانفرنس کاانعقاد ہوا جس میں Islamic code of medical پیش کیے گئے جو کہ بعد میں شائع بھی ہوئے۔(50)

میڈیکل پریکٹس کے ذریعے غیر معمولی دولت کمانا:

اس میں کوئی شک نہیں کہ طبیب اپنے پیشے سے اس حد تک تو ضرور کمائے گا جس سے وہ معاشرے میں باعزت طریقے سے زندگی گزار سکے اپنے بچوں اور فیملی کو اچھے وسائل مہیا کر سکے۔

راہویہ اس سلسلے میں تجویز کرتا ہے کہ ڈاکٹر کو اپنے پیشے سے اس حد تک کمانا چاہیے کہ وہ اپنی ضروریات پوری کر سکے۔اپنی ازدواجی زندگی بھرپور گزار سکے۔اپنے بچوں کو بہتر تعلیم وتربیت کے مواقع فراہم کر سکے۔اور معاشرے میں باعزت زندگی گزار سکے۔اور یہ انتہائی غیر اخلاقی رویہ ہے کہ اس پیشے سے اس حد تک روپیہ جمع کیا جائے کہ مریضوں سے بھاری بھرکم فیسیں اکھٹی کی جائیں۔

اسلامی دنیا میں نویں صدی عیسویں میں طبّی اخلاقیات پر سب سے پہلے کتاب اسحاق بن راھویہ نے لکھی۔اس کتاب میں ادویات اور ڈاکٹر کی عظمت کے تمام معیارات متعین کیے گئے ہیں۔وہ اپنی کتاب میں یہ بھی بیان کرتا ہے:

جو شخص اس شعبے کو اختیار کرتا ہے اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ بول چال اور گفتگو میں راست باز ہو۔تمام لوگ اس پیشے کو اختیار کرنے کے قابل نہیں ہوتے البتہ جو لوگ اس پیشے کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں وہ انتہائی ذہن، عقلمند اور ہمدرد ہوتے ہیں اور وہ نیکی کے ساتھ محبت رہے ہوتے ہیں۔(51)

مسلم معاشرے میں یہ بات عام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے۔لہذا ہر مریض کے ساتھ ہمدردنہ سلوک رکھا جاتا ہے۔اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر ہر شخص ہمدردی کے جذبے سے سرشار ہوتا ہے۔

انصاف:

میڈیکل کے شعبے میں سب سے پہلا اصول جس کو مدنظر رکھنا ضروری ہے وہ انصاف ہے۔انصاف کا تقاضا ہے کہ دواؤں اور علاج معالجہ کی سہولیات ہر مریض کی پہنچ میں ہوں، انتہائی سستے داموں اسے دوائیاں مل سکیں۔ہمارے معاشرے میں اکثر آبادی غرباء کی ہے جو مہنگی فیس دینے سے قاصر ہیں لہذا ڈاکٹرز کو چاہیے کہ اپنی فیس کم رکھیں تاکہ عام آدمی بھی بآسانی علاج کروا سکتا ہوں۔

ہمدردی کا جذبہ:

یہ پیشہ تقاضا کرتا ہے کہ ہر شخص میں ہمدردی کا جذبہ فروغ پائے۔تاکہ کسی بھی بداخلاقی رویے کو پنپنے کی اجازت نہ دی جائے۔ڈاکٹر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ مریض کی مرض کے بارے میں اس کی رائے کا اظہار درست اور انصاف پر مبنی ہو۔

اسلام میں اس بات پر خاص طور پر توجہ دی گئی ہے کہ اس معاملے میں اخلاقی طبّی ضابطے تیار کیے گئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام دنیا کے فلاسفر اپنی تعلیمات میں انصاف دور سمائی پر مبنی ضابطوں پر بڑا زور دیتے ہیں۔

الغرض اسلام ہمیں طبّی وسائنسی اخلاقیات کی پوری تعلیم مہیا کرتا ہے اس مضمون میں اختصار کے ساتھ چند صحت اور صفائی کے متعلق طبّی اور سائنسی اخلاقیات کا ذکر کیا گیا ہے۔اس لحاظ سے صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی بہت زیادہ کام ہوا ہے جیسے کویت میں اس موضوع پر حکومتی سطح پر کئی کانفرنسیں ہو چکی ہیں۔

خلاصہ کلام:

حکومت کو چاہیے کہ سرکاری سطح پر طبّی اخلاقیات کے اصول وضوابط مقرر کرنے چاہیں۔جن پر عمل درآمد کرنا ہر شخص کی ذمہ داری ہو۔اور ان طبّی اخلاقیات کو قانون کا حصہ بنادیا جائے تاکہ صحت وصفائی کے متعلقہ اصولوں پر بھی عمل کر لیا جائے۔اس سے بہت ساری بیماریوں سے ہمیں چھٹکارا مل سکتا ہے۔اسلام میں طہارت و نظامت کے متعلقہ تمام اصول بیان فرمادیے ہیں۔ان پر عمل کرنے سے ہم مختلف بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حوالہ جات

[1] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل، (۱۹۹۱ء)، صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب حق الجسم فی الصوم، لاہور، فرید بک سٹال، رقم الحدیث:1907

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il**, (1991), *Sahih Bukhari*, Kitab al-Sawm, Bab Haqq al-Jism fi al-Sawm, Lahore: Fareed Book Stall, Hadith No. 1907 .

[2] سجستانی، سلیمان بن اشعث، (1985ء)، سنن ابوداود، لاہور، حامد اینڈ کمپنی پرنٹرز، ج:3، ص:176

Sijistani, Sulaiman bin Ash'ath**, (1985), *Sunan Abi Dawood*, Lahore: Hamid & Co. Printers, Vol. 3, p. 176 .

[3] دارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن، (ھ)، السنن، دار لکتاب العربی، ج:۶، ص:۱۷۹

Darimi, Abu Muhammad Abdullah bin Abdur Rahman**, (1407H), *Al-Sunan*, Dar al-Kitab al-Arabi, Vol. 6, p. 179 .

[4] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل، (۱۹۹۱ء)، صحیح بخاری، لاہور: فرید بک سٹال، ص:254

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il**, (1991), *Sahih Bukhari*, Lahore: Fareed Book Stall, p. 254

[5] نیشاپوری، محمد بن عبداللہ الحاکم، (2003ء)، المستدرک علی الصحیحین، بیروت لبنان: دار لکتب العلمیہ، ج:۴، ص:۳۰۶

NISHAPURI, MUHAMMAD BIN ABDULLAH AL-HAKIM**, (2003), *AL-MUSTADRAK 'ALA AL-SAHIHAIN*, BEIRUT, LEBANON: DAR AL-KUTUB AL-'ILMIYYAH, VOL. 4, P. 306

[6] بغوی، ابو محمد حسین بن مسعود، (ھ)، شرح السنہ، بیروت لبنان: المکتب الاسلامی، ج:۱۴، ص:۲۲۴

Baghawi, Abu Muhammad Husain bin Mas'ud**, (1403H), *Sharh al-Sunnah*, Beirut, Lebanon: Al-Maktab al-Islami, Vol. 14, p. 224

[7] البقرۃ:۲۲۲

Al-Baqarah: 222

[8] التوبۃ:۱۰۸

Al-Tawbah: 108

[9] بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی، (ھ)، شعب الایمان، بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ، ج:۳، ص:۱۸- ۱۹

BAYHAQI, ABU BAKR AHMAD BIN HUSAIN BIN 'ALI**, (1410H), *SHU'AB AL-IMAN*, BEIRUT, LEBANON: DAR AL-KUTUB AL-'ILMIYYAH, VOL. 3, PP. 18-19

[10] سجستانی، سلیمان بن اشعث، (1985ء)، سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب التخلی عند قضاء الحاجۃ، لاہور، حامد اینڈ کمپنی پرنٹرز، رقم الحدیث:۱

Sijistani, Sulaiman bin Ash'ath**, (1985), *Sunan Abi Dawood*, Kitab al-Taharah, Bab al-Takhalli 'Inda Qada' al-Hajah, Lahore: Hamid & Co. Printers, Hadith No. 1

[11] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل، (۱۹۹۱ء)، صحیح بخاری، لاہور: فرید بک سٹال، رقم الحدیث: ۱۴۲

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il**, (1991), *Sahih Bukhari*, Lahore: Fareed Book Stall, Hadith No. 142

[12] ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، (۱۹۹۸ء)، السنن ابن ماجہ، الطھارۃ، باب مایقول الرجل اذا دخل بیت الخلاء، لبنان، بیروت: دار الفکر، ج:۲، ص:۲۱۴

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid al-Qazwini**, (1998), *Sunan Ibn Majah*, Kitab al-Taharah, Bab Ma Yaqulu al-Rajul Iza Dakhal al-Khala, Beirut, Lebanon: Dar al-Fikr, Vol. 2, p. 214 .

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

[13] نووی، علامہ یحیی بن شرف، (ھ)، المہذب مع شرح المہذب، بیروت، لبنان: مطبوعہ دار الفکر، ج:۲، ص:۷۴

Nawawi, 'Allamah Yahya bin Sharaf**, (1423H), *Al-Mahdhab ma' Sharh al-Mahdhab*, Beirut, Lebanon: Dar al-Fikr, Vol. 2, p. 74

[14] القشیری، مسلم بن حجاج، (ء)، صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب النہی عن التخلی فی الطرق والظلال، بیروت لبنان: دار قرطبہ، رقم الحدیث: ۲۲۶

Qushayri, Muslim bin Hajjaj**, (2009), *Sahih Muslim*, Kitab al-Taharah, Bab al-Nahyi 'An al-Takhalli fi al-Turuq wa al-Zilal, Beirut, Lebanon: Dar Qurtubah, Hadith No. 226

[15] مناوی، عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی، (ھ)، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ج:۱، ص:۳۵۸

Manawi, Abdur Ra'uf bin Taj al-'Arifin bin 'Ali**, (1356H), *Fayd al-Qadir Sharh al-Jami' al-Saghir*, Misr: Maktabah Tijariyyah Kubra, Vol. 1, p. 358

[16] القشیری، مسلم بن حجاج، (ء)، صحیح مسلم، بیروت، لبنان: دار قرطبہ، ج:4، ص: ۲۶۲

Qushayri, Muslim bin Hajjaj**, (2009), *Sahih Muslim*, Beirut, Lebanon: Dar Qurtubah, Vol. 4, p. 262

[17] ایضاً، ج:04، ص:354

Ibid, Vol. 4, p. 354

[18] محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ، (2004ء)، حجۃ اللہ البالغہ، بیروت لبنان: دار المعرفہ، ج:1، ص:410

Muhaddith Dehlavi, Shah Waliullah**, (2004), *Hujjatullah al-Balighah*, Beirut, Lebanon: Dar al-Ma'rifah, Vol. 1, p. 410 .

[19] ایضاً، ج:1، ص:411

Ibid, Vol. 1, p. 411

[20] حنبل، احمد بن، مسند احمد، (1997ء) بیروت، دار الفکر، ج:۳، ص:155

Hanbal, Ahmad bin**, (1997), *Musnad Ahmad*, Beirut: Dar al-Fikr, Vol. 3, p. 155 .

[21] ایضاً، جلد ۳، ص:156

Ibid, Vol. 3, p. 156

[22] غزالی، محمد بن محمد، (1419ھ)، احیاء العلوم الدین، لبنان، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج:۱، ص:۳۶۴

Ghazali, Muhammad bin Muhammad**, (1419H), *Ihya' 'Ulum al-Din*, Beirut, Lebanon: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Vol. 1, p. 364

[23] دمیری، محمد بن موسیٰ، (1980ء)، حیات الحیوان، لاہور، اسلامی کتب خانہ، ج:۲، ص:۱۶۶

DAMIRI, MUHAMMAD BIN MUSA**, (1980), *HAYAT AL-HAYAWAN*, LAHORE: ISLAMI KUTUB KHANA, VOL. 2, P. 166

[24] طبرانی، سلیمان بن احمد اللخمی، (۱۹۸۳ء)، المعجم الکبیر، موصل، عراق، مکتبۃ العلوم، ج:۵، ص:۲۵۴

TABARANI, SULAIMAN BIN AHMAD AL-LAKHMI**, (1983), *AL-MU'JAM AL-KABIR*, MOSUL, IRAQ: MAKTABAH AL-'ULUM, VOL. 5, P. 254+

[25] سجستانی، سلیمان بن اشعث، (1985ء)، سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب التخلی عند قضاء الحاجۃ، لاہور، حامد اینڈ کمپنی پرنٹرز، ج:۲، ص:۵۶

Sijistani, Sulaiman bin Ash'ath**, (1985), *Sunan Abi Dawood*, Kitab al-Taharah, Bab al-Takhalli 'Inda Qada' al-Hajah, Lahore: Hamid & Co. Printers, Vol. 2, p. 56

[26] ایضاً، ج:2، ص: ۵۷

Ibid, Vol. 2, p. 57

[27] القشیری، مسلم بن حجاج، (ء)، صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب النہی عن التخلی فی الطرق والظلال، بیروت لبنان: دار قرطبہ، رقم الحدیث: ۲۵۳

Qushayri, Muslim bin Hajjaj**, (2009), *Sahih Muslim*, Kitab al-Taharah, Bab al-Nahyi ‘An al-Takhalli fi al-Turuq wa al-Zilal, Beirut, Lebanon: Dar Qurtubah, Hadith No. 253 .

[28] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن محمد، (ء)، جامع ترمذی، لاہور، رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، ج:۴، ص:۴۰۹

Tirmidhi, Abu ‘Isa Muhammad bin Muhammad**, (2001), *Jami‘ Tirmidhi*, Lahore: Rumi Publications & Printers, Vol. 4, p. 409

[29] مناوی، عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی، (ھ)، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ج:3، ص:270

Manawi, Abdur Ra’uf bin Taj al-‘Arifin bin ‘Ali**, (1356H), *Fayd al-Qadir Sharh al-Jami‘ al-Saghir*, Misr: Maktabah Tijariyyah Kubra, Vol. 3, p. 270

[30] الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان، (1382ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، بیروت لبنان: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، ج:3، ص:155

Dhahabi, Muhammad bin Ahmad bin ‘Uthman**, (1382H), *Mizan al-I‘tidal fi Naqd al-Rijal*, Beirut, Lebanon: Dar al-Ma‘rifah, Vol. 3, p. 155

[31] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل، (۱۹۹۱ء)، صحیح بخاری، لاہور: فرید بک سٹال، رقم الحدیث: ۲۹۸۹

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il**, (1991), *Sahih Bukhari*, Lahore: Fareed Book Stall, Hadith No. 2989

[32] القشیری، مسلم بن حجاج، (ء)، صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب کراہۃ غمس المتوضی وغیرہ یدہ المشکوک فی نجاستھا فی الاناء قبل غسلھا ثلاثا، بیروت لبنان: دار قرطبہ، رقم الحدیث: ۲۷۸

Qushayri, Muslim bin Hajjaj**, (2009), *Sahih Muslim*, Kitab al-Taharah, Bab Karahiyyah Ghams al-Mutawaddi wa Ghayruhu, Beirut, Lebanon: Dar Qurtubah, Hadith No. 278

[33] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن محمد، (ء)، جامع ترمذی، لاہور، رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، ج:۳، ص:۴۰۵

Tirmidhi, Abu ‘Isa Muhammad bin Muhammad**, (2001), *Jami‘ Tirmidhi*, Lahore: Rumi Publications & Printers, Vol. 3, p. 405

[34] ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، (۱۹۹۸ء)، السنن ابن ماجہ، الطھارۃ، باب مایقول الرجل اذا دخل بیت الخلاء، لبنان، بیروت: دار الفکر، رقم الحدیث: ۲۹۷

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid al-Qazwini**, (1998), *Sunan Ibn Majah*, Kitab al-Taharah, Hadith No. 297

[35] القشیری، مسلم بن حجاج، (1985ء)، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النہي عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج:۴، ص:۲۲۱

Qushayri, Muslim bin Hajjaj**, (1985), *Sahih Muslim*, Kitab al-Birr wa al-Silah wa al-Adab, Bab al-Nahyi ‘An al-Isharah bil-Silah ila Muslim, Beirut: Dar Ihya al-Turath al-‘Arabi, Vol. 4, p. 221

[36] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن محمد، (ء)، جامع ترمذی، لاہور، رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، ج:2، ص:216

Tirmidhi, Abu ‘Isa Muhammad bin Muhammad**, (2001), *Jami‘ Tirmidhi*, Lahore: Rumi Publications & Printers, Vol. 2, p. 216

[37] عسقلانی، ابن حجر، (۱۳۶۹ھ)، فتح الباری، بیروت، دار المعرفہ، ج:9، ص:534

Asqalani, Ibn Hajar**, (1369H), *Fath al-Bari*, Beirut: Dar al-Ma‘rifah, Vol. 9, p. 534

[38] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل، (۱۹۹۱ء)، صحیح بخاری، لاہور: فرید بک سٹال، رقم الحدیث: 3576

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il**, (1991), *Sahih Bukhari*, Lahore: Fareed Book Stall, Hadith No. 3576

[39] القشیری، مسلم بن حجاج،(ء)، صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب کراہیۃ غمس المتوضی وغیرہ، بیروت لبنان: دارقرطبہ، رقم الحدیث:2020

Qushayri, Muslim bin Hajjaj**, (2009), *Sahih Muslim*, Kitab al-Taharah, Bab Karahiyyah Ghams al-Mutawaddi wa Ghayruhu, Beirut, Lebanon: Dar Qurtubah, Hadith No. 2020

[40] القشیری، مسلم بن حجاج،(ء)، صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب کراہیۃ غمس المتوضی وغیرہ، بیروت لبنان: دارقرطبہ، رقم الحدیث:2022

Qushayri, Muslim bin Hajjaj**, (2009), *Sahih Muslim*, Kitab al-Taharah, Bab Karahiyyah Ghams al-Mutawaddi wa Ghayruhu, Beirut, Lebanon: Dar Qurtubah, Hadith No. 2022

[41] ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد،(ئ)، جامع ترمذی، لاہور، رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز : 1805

Tirmidhi, Imam Abu ‘Isa Muhammad**, (2001), *Jami‘ Tirmidhi*, Lahore: Rumi Publications & Printers, Hadith No. 1805

[42] مبارک پوری، محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم،(ھ)، تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی، بیروت لبنان: دارالکتب العلمیہ، ج:5، ص:485

Mubarakpuri, Muhammad Abdur Rahman bin Abdul Rahim**, (1417H), *Tuhfat al-Ahwazi fi Sharh Jami‘ al-Tirmidhi*, Beirut, Lebanon: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Vol. 5, p. 485

[43] بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل،(۱۹۹۱ء)، صحیح بخاری، لاہور: فرید بک سٹال، رقم الحدیث:5390

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il**, (1991), *Sahih Bukhari*, Lahore: Fareed Book Stall, Hadith No. 5390

[44] عسقلانی، ابن حجر،(۱۳۶۹ھ)، فتح الباری، بیروت، دارالمعرفہ، ج:9، ص:578

ASQALANI, IBN HAJAR**, (1369H), *FATH AL-BARI*, BEIRUT: DAR AL-MA‘RIFAH, VOL. 9, P. 578

[45] القشیری، مسلم بن حجاج.(ء)، صحیح مسلم، بیروت، لبنان: دارقرطبہ، رقم الحدیث:2034.

Qushayri, Muslim bin Hajjaj**, (2009), *Sahih Muslim*, Beirut, Lebanon: Dar Qurtubah, Hadith No. 2034

[46] Medical Ethics In The Contemporary Era, Edited By Shahbi H. Zaidi & Maqbool H. Jafary , Karachi, Royal Book Company,1995,P:104

[47] Medical Ethics In The Contemporary Era, Edited By Shahbi H. Zaidi & Maqbool H. Jafary , Karachi, Royal Book Company,1995,P:106

[48] Ibid,107

[49] Medical Ethics In The Contemporary Era, Edited By Shahbi H. Zaidi & Maqbool H. Jafary , Karachi, Royal Book Company,1995,P:110

[50] Ibid,110

[51] راہویہ، ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم، (ھ)، ادب الطبیب، مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبہ الایمان، ج:57، ص:163

Rahawiyah, Abu Ya‘qub Ishaq bin Ibrahim**, (1412H), *Adab al-Tabib*, Madinah Munawwarah, Saudi Arabia: Maktabah al-Iman, Vol. 57, p. 163 .